زکوٰۃ ، مال کی تطہیر ، غریب کا حق

تاریخ گواہ ہے کہ جب لوگ دیانت داری سے زکوٰۃ اور صدقات دیتے تھے تو اس قدر خوش حالی تھی کہ زکوٰۃ لینے والے نہیں ملتے تھے

اسلام کی عمارت جن 5 ستونوں پر کھڑی ہوتی ہے، زکوٰۃ ان میں سے تیسرا اہم ترین ستون ہے۔ اسلام ایک مکمل نظام زندگی اور نظریۂ حیات ہے۔ اس میں اللہ اور بندوں کے حقوق کو بیک وقت اہمیت دی گئی ہے۔ کلمۂ شہادت کی ادئیگی کے بعد اللہ کے حقِ عبادت میں سے اہم ترین فریضہ 5 وقت کی نماز ہے جس کو قائم کرنے کی بارہا تاکید کی گئی ہے اور اسے مسلمان ہونے کی لازمی شرط قرار دیا گیا ہے۔ نماز اور زکوٰۃ کا ذکر قرآن کریم میں جابجا ایک ساتھ ملتا ہے۔ زبان میں عام طور پر صوم وصلاۃ یا نماز روزے کا ذکر ایک ساتھ کیا جاتا ہے لیکن قرآنی آیات میں غور و تدبر سے اور دین اسلام کے مجموعی نظام کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ ارکان اسلام میں نماز کے بعد زکوٰۃ کی اہمیت ہے اور اسی کی تاکید بار بار کی گئی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک 28 مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی تاکید موجود ہے۔ اس سے زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی رحلت کے بعد جب فتنۂ ارتداد نے سر اٹھایا تو بہت سے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے بھی انکار کر دیا۔ امام بخاری و مسلم نے اس واقعے کو روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تو حضرت عمرؓ، آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جو لوگ اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں، آپؓ کیسے ان کیخلاف جنگ کریں گے ؟۔ حضرت ابوبکرؓ اپنے موقف پر قائم رہے اور فرمایا:

"جو شخص زکوٰۃ کی ایک رسی بھی جو نبی ﷺ کے دور میں دیتا تھا، اسے روکے گا تو میں اس کیخلاف جہاد کروں گا۔"

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی شرح صدر عطا فرمادیا کہ حضرت ابوبکرؓ کا موقف درست ہے۔

امام خطابیؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے 4 قسم کے لوگوں کے ساتھ جہاد کا اعلان کیا تھا۔

- مرتد یعنی جو اسلام سے پھر گئے تھے۔
- جو اسلام کے منکر تو نہیں تھے مگر زکوٰۃ اور نماز سے انکار کرتے تھے۔
- جو نماز تو پڑھتے تھے مگر زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کرتے تھے۔
- جنہوں نے زکوٰۃ بیت المال میں جمع کرانے سے انکار کر دیا تھا، انفرادی طور پر اس کی ادائیگی کے قائل تھے۔

امام خطابیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان چاروں قسم کے لوگوں سے اعلان جنگ کر دیا تھا۔ اس سے زکوٰۃ کی اہمیت اور اسلام کے اجتماعی نظام میں اس کی افادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ علماء نے ایک نقطہ یہاں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ زکوٰۃ اجتماعی طور پر وصول کرنا اور بیت المال میں جمع کر کے اس کے ذریعے مستحقین کی ضرورتوں کو پورا کرنا اِسلامی حکومت کے فرائض میں شامل ہے جس کی تفصیل ان شاءاللہ آگے آئیگی۔ سورہ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے:

"پس اگر یہ کفار و مشرکین اپنے کفر و شرک سے توبہ کریں، اسلام قبول کر کے نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔"

مفسرین فرماتے ہیں کہ محض کفر اور شرک سے توبہ کر لینا اور ایمان کا اقرار کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ نماز کو قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا مسلمان ہونے کی بنیادی شرائط ہیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے ہی خارج ہو جاتا ہے لیکن اسلام کا دعویٰ بھی ہو اور زکوٰۃ جیسے اہم فریضے کی ادائیگی میں لیت ولعل کا رویہ اختیار کیا جائے، یہ اسلام کے بالکل منافی طرزِ عمل ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کیلئے شدید وعید آئی ہے:

"اور ہلاکت ہے ان مشرکین کیلئے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔" **(حم السجدہ)**۔

اس آیت مبارکہ میں زکوٰۃ نہ دینے کو مشرکین کا طرزِ عمل قرار دیا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ فرمایا "نماز قائم کرو اور مشرک مت بنو"۔ گویا نماز کی عدم ادائیگی اور زکوٰۃ سے روگردانی دونوں کو مشرکانہ عمل قرار دیا گیا ہے۔ سورہ التوبہ میں ارشادِ ربانی ہے:

"جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان لوگوں کیلئے دردناک عذاب کی بشارت ہے، اس (قیامت کے) دن ان کے جمع کئے ہوئے مالوں کو جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا اور اس سے ان کی پیشانیوں ان کے پہلوؤں اور پیٹھوں کو جلا دیا جائیگا، یہ ہے تمہارا وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، پس چکھو اس خزانے کا مزہ۔"

مفسرینِ کرام نے ان آیات کی تشریح میں وضاحت کی ہے کہ جس حال سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ (کنز) ہے اور جب زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ مال پاک ہو جاتا ہے۔ امام ابوداؤدؒ اور دارقطنیؒ نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے:

"میرے پاس سونے کی ایک پازیب یا کنگن تھا، میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا یہی وہ کنز ہے جس کی وجہ سے اس آیت کریمہ میں شدید عذاب کی وعید سنائی گئی ہے؟"

تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو تو یہ کنز نہیں۔"

دوسری روایت امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ نے بیان کی ہے:

ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی، اسکے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے، آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا:

"کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟"

اس نے نفی میں جوب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تمھیں یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے دن اس کے بدلے میں تمہارے ہاتھوں میں آگ کے کنگن پہنائے جائیں؟"

مندرجہ بالا احادیث سے زکوٰۃ کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے اور زکوٰۃ نہ دینے کی سنگین سزا کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ ان احادیث کی روشنی میں علمائے کرام نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ زیورات جو خواتین کے زیرِ استعمال ہوتے ہیں، اگر وہ سونے چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوں تو ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ جو لوگ فقہی بحثوں میں پڑ کر کمزور تاویلوں کے سہارے زیورات کی زکوٰۃ سے بچنے

کی کوشش کرتے ہیں، انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔ جب فرمان رسول ﷺ موجود ہو تو کسی مسلک کے چکر میں پڑنا بہت بڑی غلطی ہے۔ فقہی آراء میں اجتہاد اور قیاس کی وہاں ضرورت پڑتی ہے جہاں شریعت کا کوئی حکم واضح نہ ہو یا سرے سے کوئی حکم موجود نہ ہو یا کسی نص کی تعبیر اور تشریح میں ایک سے زیادہ آراء پائی جاتی ہوں۔ بخاری شریف کی روایت ہے:

"جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہیں دیتا، قیامت کے دن اس کے مال کو ایک نہایت ہی زہریلا سانپ بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائیگا، وہ سانپ اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔"

معراج کی رات نبی ﷺ نے کچھ لوگوں کو جانوروں کی طرح گھاس چرتے دیکھا جن کے متعلق فرشتے نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں میں سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے:

"وہ تباہ اور برباد ہو گئے جو مال دار ہونے کے باوجود اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، کامیاب صرف وہی ہوں گے جو اپنی دولت لٹاتے ہیں، سامنے والوں کو دیتے ہیں، پیچھے والوں کو دیتے ہیں، بائیں جانب والوں کو دیتے ہیں اور ایسے مال دار خرچ کرنے والے تو بہت ہی کم ہیں۔"

زکوٰۃ ادا نہ کرنا معاشرے اور اجتماعیت کیلئے بھی نقصان دہ ہے۔ امام طبرانیؒ نے روایت بیان کی ہے:

"جو قوم زکوٰۃ دینے سے کتراتی ہے، اللہ اسے قحط سالی اور بھوک و افلاس میں مبتلا کر دیتا ہے۔"

ابن ماجہ کی روایت ہے:

"جب بھی لوگ زکوٰۃ سے غفلت کریں گے، اللہ ان کو بارانِ رحمت سے محروم کر دے گا۔"

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سرسبز اور شاداب زمین، قدرتی وسائل سے مالا مال ملک، بے شمار معدنیات کے خزانے، دریا اور سمندر مگر اس ملک کے باشندے بجلی اور پانی جیسی بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محروم ہیں، بدامنی اور باہمی جنگ و جدال، زلزلے اور سیلاب، کیا یہ سب کچھ اللہ کے احکامات سے روگردانی کا نتیجہ نہیں؟

زکوٰۃ اللہ تعالیٰ نے صرف سونے چاندی اور نقد مال پر ہی فرض نہیں کی بلکہ مالِ تجارت، زرعی پیداوار اور مال مویشی، معدنیات کی کانوں اور زمین میں پوشیدہ خزانوں کی دریافت کے بعد ان ساری چیزوں پر بھی زکوٰۃ عائد ہوتی ہے۔ ہر جنس کا نصاب الگ ہے جسے فقہ کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے یا علمائے اکرام سے رہنمائی لی جا سکتی ہے نیز تجارت، کمپنیوں اور مالی اداروں کے حصص اور شیئرز وغیرہ بھی مالِ تجارت میں شامل ہیں، ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے اور اگر کسی شخص کے پاس سونا اور چاندی الگ الگ ہوں مگر نصاب سے کم ہوں تو دونوں ملا کر کسی ایک کی زکوٰۃ کی مقدار کے برابر ہو جائیں تو بھی اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ بعض علماء اور محققین کے نزدیک زکوٰۃ کا اصل نصاب سونا نہیں بلکہ چاندی ہے یعنی جس کسی کے پاس 52 تولے چاندی یا اس کی مالیت کے برابر مال جمع ہو، اس پر سال گزر جائے، اسے اس مال کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔

اکثر تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ ہمارے ملک میں مال دار لوگ اپنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے جس کی وجہ سے فقراء اور مساکین کی

ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں۔ کیلیفورنیا کی ایک طالبہ جو اسلام آباد میں زیر تعلیم تھی اس نے اسلام کے نظامِ زکوٰۃ پر تحقیق کے بعد یہ رائے دی تھی کہ اگر پاکستان کے مال دار لوگ اپنی زکوٰۃ پوری ادا کریں تو اس ملک کے سارے قرضے ادا ہو سکتے ہیں اور غربت کا خاتمہ بھی ہو سکتا ہے۔ یاد رہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت کا مقصد مال کی طہارت اور پاکیزگی اور اس کی نشو نما ہے۔ زکوٰۃ کا لفظی اور لغوی مفہوم ہی تزکیہ اور صفائی، اضافہ اور نشو نما ہے۔

زکوٰۃ ایسا فریضہ ہے کہ کسی مال دار کی موت واقع ہو جائے اور اسکے ذمے زکوٰۃ باقی ہو تو وراثت کی تقسیم سے قبل جس طرح قرض ادا کرنے کا حکم ہے اسی طرح اللہ کا قرض زکوٰۃ ادا کرنا بھی وراثت کی تقسیم سے قبل لازمی ہے۔ علماء اور محققین نے ایک اور باریک نکتے کی طرف توجہ دلائی ہے، مثلاً جو مال دار شخص اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، نہ ہی اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، اس کے مال میں یتیموں، بیواؤں، فقراء اور مساکین کا حق بھی شامل ہو جاتا ہے جو اس مال کا حصہ بن کر بڑھتا رہتا ہے۔ اب ہر مالدار شخص جب اپنے اس مال میں سے اپنی ضرورتوں پر خرچ کرتا ہے تو گویا کہ وہ یتیموں اور بیواؤں فقراء اور مساکین کا مال ہڑپ کر رہا ہے، جو جہنم کی آگ کھانے کے مترادف ہے۔ کیا مال والوں کو اس جرمِ عظیم کا کچھ بھی احساس ہے؟